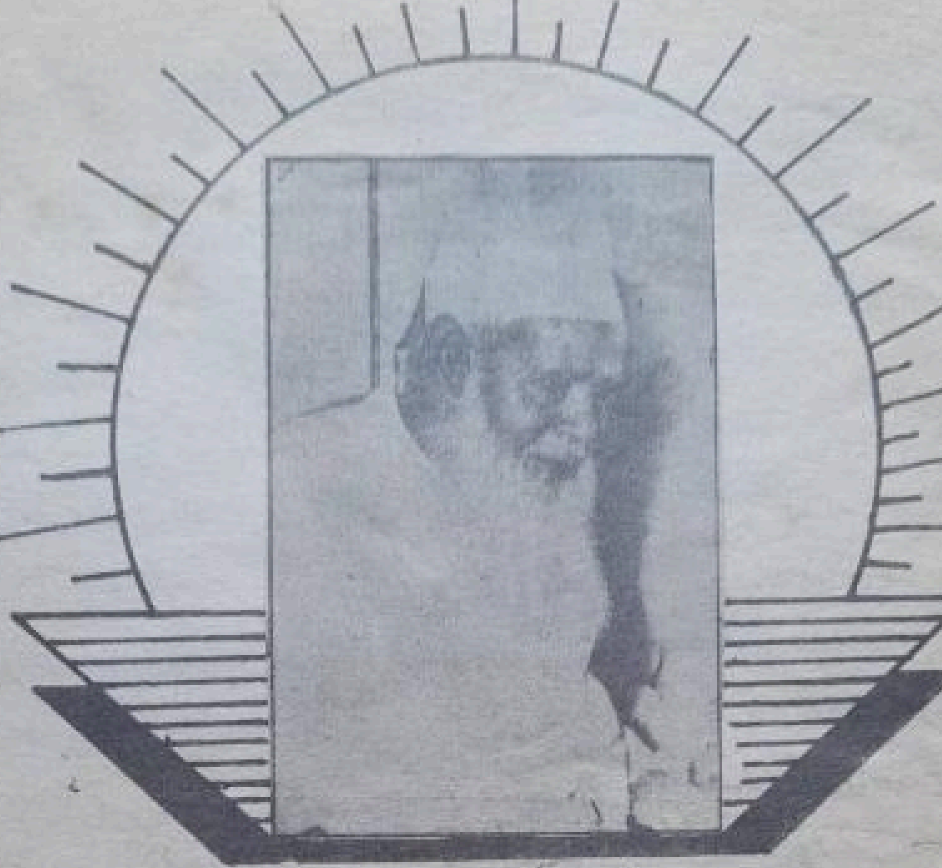
دانائے راز

محمد خالد جذبی



دانائے راز

محمد خالد جذبی

حضرت امام اہلسنت سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس اللہ سرہٗ کی پاکیزہ زندگی کے
ایمان افروز واقعات اسلام کے ایک عظیم فرزند کی بارگاہ میں محمد خالد جذبی کا اظہارِ عقیدت

سنہ ۱۹۱۳ء کو امروہہ کے ایک عالی نسب سید گھرانے کے سربراہ حضرت سید مختار احمد شاہ کاظمیؒ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا جس کی پیشانی سے سعادت کے آثار ہویدا تھے یہ سید گھرانہ اپنے علاقے میں اپنی شرافت و نجابت علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی بنا پر غیر معمولی عزت و توقیر کا مستحق سمجھا جاتا تھا اس سعادت آثار بچے کا نام احمد سعید رکھا گیا یہ بچہ بہت جلد اپنی خداداد ذہانت و لیاقت اور علمی لگن کی بنا پر دوسرے بچوں سے ممتاز نظر آنے لگا بچپن میں ہی والدِ محترم کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تو اس طفلِ ہونہار کی تعلیم و تربیت کا فریضہ اس کے بڑے بھائی حضرت سید محمد خلیل شاہ کاظمیؒ نے سنبھال لیا وہ اپنے دور کے باکمال عالم اور صاحبِ طریقت بزرگ تھے ان کی تربیت اور شفقت سونے پر سہاگہ ثابت ہوئی حضرت سید محمد خلیل شاہ کاظمیؒ شاہجہان پور کے مدرسہ بحر العلوم میں فرائضِ تدریس انجام دیا کرتے تھے انہیں اپنے چھوٹے بھائی میں بیش بہا علمی کمالات کی جھلک دکھائی دی تو انہوں نے اسے تعلیم و تدریس کے اوقات کے علاوہ اپنے سفر و حضر اور خلوت و جلوت کا ساتھی بھی بنا لیا مقصود یہی تھا کہ یہ بچہ زیادہ سے زیادہ ان کے حُسنِ تربیت اور فیضانِ نظر سے مستفیض ہو۔ اور پھر چشمِ عالم یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ یہ بچہ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے سے قبل ہی فقط سولہ سال کی عمر میں علومِ دینیہ کی تحصیل میں کامل ہو چکا تھا۔ بتکمیلِ تعلیم پر دستار بندی کی

تقریب میں حضرت شاہ علی حسین اشرفی نے اپنے ہاتھوں سے اس نو عمر عالم دین کی دستار بندی کی اس روحانی اجتماع میں حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، حضرت مولانا نثار احمد کانپوری اور حضرت مولانا معوان حسین رامپوری جیسے اکابرین اہلسنت کی موجودگی اس بچے کے مستقبل کی تابناکی کی ضمانت مہیا کر رہی تھی اور پھر واقعی ایسا ہی ہوا، یہ بچہ کہ جسے فقط سولہ سال کی عمر میں جملہ علوم معقول و منقول میں کامل دسترس کی سند عطا کر دی گئی تھی آنے والے ادوار میں غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں، مفکر اسلام، محدث اعظم اور امام اہلسنت جیسے عالی قدر القاب سے بہرہ ور ہوا۔ اور زمانے نے اسے شہرت دوام کی وہ خلعت عطا کی جو بہت کم خوش نصیبوں کا مقدر بنا کرتی ہے۔

علوم شرعیہ کے ساتھ ساتھ طریقت و روحانیت کی منازل طے کرنے کے لئے بھی حضرت امام سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس اللہ سرہ نے اپنے برادر بزرگوار و استاذ ذی وقار حضرت سید محمد خلیل شاہ کاظمی کے دست حق پرست پر بیعت کی انہوں نے روحانی منازل میں بھی اس طور آپ کی رہنمائی کی کہ آپ کو فکری گداز کے ساتھ ساتھ روحانی لطافتیں بھی نصیب ہوتی۔ اسی دوران میں آپ لاہور تشریف لاتے اور برصغیر کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ نعمانیہ میں گئے وہاں دوران گفتگو میں منتظمین درسگاہ آپ سے اس طور متاثر ہوتے کہ آپ سے فرائض تدریس انجام دینے کی درخواست کر ڈالی۔ آپ نے وہاں انتہائی عرق ریزی اور جذباتی دلچسپی سے پڑھایا۔ رفتہ رفتہ طلباء کا میلان آپ کی طرف بڑھنے لگا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ۲۸ انتہائیس اسباق کی تدریس آپ کے ذمے ہو گئی۔ پھر آپ لاہور سے واپس امروہہ تشریف لے گئے اور امروہہ کے مدرسہ محمدیہ حنفیہ میں حضرت سید محمد خلیل شاہ کاظمی کی زیر سرپرستی کم و بیش چار سال تدریس علوم کا فریضہ انجام دیتے رہے بعد میں کچھ عرصے کے لئے رامپور اور اوکاڑہ کی فضاؤں کو عشق رسالت مآب کے قدسی زمزموں سے مستفیض فرمایا اور پھر بالآخر ۱۹۳۵ء کے اوائل میں مدینۃ الاولیاء، ملتان شریف تشریف لے آئے۔ ملتان میں آپ نے اپنے رہائشی مکان میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ کچھ عرصہ تک مسجد حافظ فتح شیر میں نماز فجر کے بعد درس قرآن دیتے رہے اور اس کے ساتھ ساتھ مسجد پیر چپ شاہ میں نماز عشاء کے بعد درس حدیث شروع کر دیا۔ آپ کو اعلائے کلمۃ الحق سے باز رکھنے اور مسلک اہلسنت کی تبلیغ و ترویج سے روکنے کے لئے اغیار کی طرف سے سازشیں کی جاتی رہیں۔ حتیٰ کہ آپ کو دھوکے سے تقریر کے بہانے بہاولپور کے گاؤں بلا کر آپ پر قاتلانہ حملہ بھی کیا گیا۔ اس حملے میں آپ شدید مجروح ہوئے دن بدن اغیار اور اعداء کے بغض و حسد کی آگ تیز تر ہوتی رہی مخالفانہ ریشہ دوانیوں کی یلغار جاری رہی مگر یہ درویش خدامست مسکرا مسکرا کر ہر اک طوفان بلا کو ٹالتا رہا۔

ہوا تھی گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا تھا
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے انداز خسروانہ

اگرچہ آپ کی علمی و تبلیغی سرگرمیاں جاری تھیں مگر آپ کو ان سرگرمیوں کے وسیع پیمانے پر فروغ کے لئے بہت بڑے مرکز کی ضرورت تھی ایسا مرکز جو علم و عمل کی روشنی کا گہوارا اور علوم دینیہ کا مخزن ہو اور پھر آپ کی تمناؤں نے مدرسہ انوار العلوم ملتان کی صورت میں عظیم الشان دینی و فقہی مرکز کا روپ اختیار کر لیا یہ وہی مدرسہ تھا جس نے مستقبل قریب و بعید میں دین مصطفوی کی ترویج و اشاعت میں یادگار کردار ادا کیا۔ اس دار العلوم منبع علم و حکمت سے فیضیاب ہونے والے ہزاروں علماء آج فقط پاکستان ہی میں نہیں بلکہ دنیا بھر کے ممالک میں اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کا مقدس فریضہ انجام دے رہے ہیں اس مدرسہ کے قیام کی صورت میں آپ نے ایک ایسا چراغ علم و حکمت روشن کیا ہے جس کی روشنی ہمیشہ ظلمتوں میں اجالے بانٹتی رہے گی۔

قدرت ہمیشہ بڑے کاموں کی انجام دہی کے لئے بڑے انسان تخلیق کیا کرتی ہے۔ ملتان کو صدیوں سے مدینۃ الاولیاء کی حیثیت حاصل ہے۔ یہاں کے چپے چپے میں اولیاء اللہ کے سجدوں کے نشان ثبت ہیں مگر حضرت امام کاظمی کی آمد سے قبل یہ شہر اغیار کی سرگرمیوں کا مرکز بنتا جا رہا تھا

اس شہر میں لادینی عناصر بھی اپنا زور دکھانے لگے تھے۔ آپ نے اس شہر میں تشریف لا کر اس سرزمین کا روایتی تقدس بحال کرنے کے لئے عظمت و شانِ اولیاء کے نام پر جو کردار ادا کیا اس کی عظمت ہر صاحبِ نظر کے دل میں جاگزیں ہے۔ آپ نے جہاں عظمتِ اولیاء کے منکروں کو للکارا۔ وہاں شریعتِ محمدیہ کی بالادستی کے لئے بے شمار گمراہوں کو جادۂ حق پر گامزن کیا اور اہلِ ایمان کو احساس دلایا کہ تعلیماتِ مصطفیٰ سے ہٹ کر ہمارے لئے فوز و فلاح کی کوئی راہ نہیں ہے۔

حضرت امام کاظمی دو قومی نظریے کے زبردست حامی تھے اس نظریے کی عملی تعلیم آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار اور تعلیمات میں نظر آتی تھی۔ یہی نظریہ تھا جو مختلف ادوار میں اکابرینِ اُمت کے پیشِ نظر رہا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی سے لیکر حضرت احمد رضا بریلوی تک اسی دو قومی نظریے کی آب و تاب آپ کو نظریۂ پاکستان کی تبلیغ و ترویج پر آمادہ کر رہی تھی آپ نے مسلم لیگ کے سٹیج سے، قیامِ پاکستان کے لئے منعقدہ جلسوں میں بے شمار تقاریر کیں اور مسلمانانِ برصغیر کے دل و دماغ میں دو قومی نظریے کے حوالے سے پاکستان کی عظمت اور اہمیت اجاگر کی آپ نے ۱۹۴۶ء میں بنارس میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کی اور پاکستان کے حق میں منعقد ہونے والے اس تاریخ ساز اجتماع میں بھرپور کردار ادا کیا یہ وہی یادگار کانفرنس تھی کہ جس میں سُنی علماء و مشائخ نے پاکستان کے حق میں اپنے حتمی اور قطعی موقف کا تاریخی اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر محمد علی جناح بھی پاکستان کے مطالبے سے دستبردار ہو جائیں تو ہم قیامِ پاکستان تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے سچ ہے کہ

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اور پھر دنیا نے دیکھا کہ پاکستان جسے معاندینِ اسلام مجذوب کی بڑ قرار دیا کرتے تھے۔ ایک زندہ و تابندہ حقیقت بن کر صفحہ ہستی پر ابھر آیا یہ پاکستان بلاشبہ ربِ کریم کا احسان اور حضرت امام کاظمی جیسے مردانِ کامل کا فیضان ہے۔

قدرت نے آپ کو قائدانہ بصیرت اور راہنمایانہ سربلندی سے بہرہ ور کر رکھا تھا۔ آپ جس مجلس یا محفل میں ہوتے بہت جلد شمعِ محفل کی حیثیت اختیار کر لیتے۔ قیامِ پاکستان کے بعد جب آپ نے دیکھا کہ مخالفینِ پاکستان مسلم لیگ میں شامل ہو رہے ہیں اور مسلم لیگ اپنے موقف پر ثابت قدمی سے قائم نہیں رہی تو آپ نے درمند سُنی علماء و مشائخ کا کنونشن ملتان میں بلایا جس میں ملک بھر کی نامور دینی شخصیات نے شرکت کی۔ اس کنونشن میں جمعیت علمائے پاکستان کی بنیاد رکھی گئی اور جمعیت کے پہلے سیکرٹری جنرل کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر ڈال دی گئی۔ آپ نے جمعیت کو مقبول بنانے کے لئے ملک کے طول و عرض میں دورے کیے اور اپنے موقف کو ملک بھر کے سُنی علماء و مشائخ اور عوام کے دلوں کی دھڑکنوں میں ڈھال دیا۔ آہستہ آہستہ خرابیٔ صحت آڑے آئی تو آپ جمعیت کی انتظامی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو گئے۔ جب جماعتِ اہلسنت پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا تو ملتِ اسلامیہ کو ایک بار پھر آپ کی ضرورت محسوس ہوئی۔

باوجودیکہ آپ بیمار رہنے لگے تھے۔ آپ نے قوم کے اصرار پر جماعت کے صدر کا عہدہ سنبھال لیا اسی طرح تنظیم المدارس پاکستان کے صدر کی حیثیت سے بھی آپ نے جو خدمات انجام دی ہیں۔ وہ آپ کی روشن دماغی، علمی و عملی بصیرت اور نظریاتی جدوجہد کی روشن دلیل ہیں۔ آپ نے ہمیشہ آڑے وقت میں ملتِ اسلامیہ کی راہنمائی فرمائی اور اس ضمن میں اپنی گرتی ہوئی صحت کی کبھی بھی پروا نہ کی۔

آپ نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے ہوئے اس یونیورسٹی کے اسلامی تشخص کو طلباء کے دلوں میں عملی طور پر راسخ کرنے کیلئے قریباً گیارہ سال تک حدیث و سُنتِ مصطفیٰ کا درس دیا۔ آپ سے پڑھنے والے طلباء آج علمی زندگی میں بلند مقام کے حامل ہو چکے ہیں۔ ان کے کہنے کے مطابق آپ یونیورسٹی میں خوشبو کے جھونکے کی طرح وارد ہوتے تھے۔ آپ کا اندازِ تدریس منفرد اور دلوں میں گھر کرنے والا تھا۔ یہ یونیورسٹی آج بھی کام کر رہی ہے۔ مگر اس کے در و دیوار آپ جیسی بے نظیر و یکتا علمی شخصیت کیلئے

ہمیشہ آرزومند رہیں گے۔ حضرت امام کاظمی بہت بڑے عاشقِ رسولؐ اور ناموسِ رسالتؐ کے عظیم فدائی تھے۔ آپ کی تمام زندگی محبتِ رسولؐ میں بسر ہوئی۔ عمر بھر اتباعِ سنتِ مصطفیٰؐ کو ملحوظ رکھا اور اپنے کسی بھی اقدام کو سیرتِ مصطفیٰؐ کے عملی تقاضوں کے خلاف نہ ہونے دیا۔ آپ کی اپنی زندگی سیرتِ رسولؐ کا عملی نمونہ تھی اور زمانہ شاہد ہے کہ جو بھی آپ کے حلقۂ ارادات سے وابستہ ہو وہ بھی سنتِ رسولؐ کے سانچے میں ڈھل گیا۔ آپ یہ تو گوارہ کر لیتے تھے کہ کوئی آپ کی توہین کر جائے۔ مگر آپ کو کسی صورت بھی یہ گوارہ نہیں ہوتا تھا کہ آپ کے آقا و مولاؐ کی ذاتِ والا صفات میں معمولی سی گستاخی بھی کی جائے۔ عظمتِ رسولؐ کے منکرین کے خلاف آپ کی سعی پر جہاد کا گمان گزرتا تھا۔ شانِ رسالتؐ کے منکرین کے لئے آپ کا قلم اور زبان تیغِ براں کی حیثیت اختیار کر لیتے تھے۔ آپ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے تھے جب تک شانِ رسولؐ میں گستاخی کرنے والوں کو منہ توڑ جواب نہ دے لیتے۔ آپ کا ایمان تھا کہ

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

انگریز کے خود کاشتہ پودے قادیانیت کی بیخ کنی کیلئے آپ نے ناقابلِ فراموش کردار ادا کیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے مسلم لیگ کی صوبائی کونسل کے اجلاس منعقدہ ۱۹۴۶ء میں قادیانیت کے خلاف قرار داد پیش کی۔ اس قرار داد میں مسلم لیگ کے اکابرین سے کہا گیا تھا کہ وہ قادیانیت کے مضمرات اور ان کی اسلام دشمن کاوشوں سے باخبر رہیں اور انگریز کے پیدا کیے ہوئے اس فتنے کے استیصال کے لئے جملہ صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ علاوہ ازیں عوام سے بھی اپیل کی گئی تھی کہ وہ بھی قادیانیت کے خاتمہ کیلئے جدوجہد کریں۔ اس قرار داد کا مقصود یہ تھا کہ اگر ہم پاکستان میں اسلامی آئین نافذ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں عظمت و شانِ مصطفیٰؐ کو ہر پہلو سے مقدم رکھنا ہوگا۔ اسلام حضورؐ سے عبارت ہے اور ان کی خاتم المرسلینیؐ کا مسئلہ حل کئے بغیر ملک میں اسلام کے نفاذ کا تصور ممکن نہیں ہے کیونکہ

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

پاکستان کی سیاسی و تہذیبی زندگی کے مبصرین کا کہنا ہے کہ اگر یہ قرار داد اس وقت منظور کر لی جاتی تو قادیانیت کا مسئلہ اسی وقت حل ہو جاتا اور قادیانی عناصر نے بعد کے ادوار میں جس طرح قوت پکڑ کر اس مملکت کو جن عظیم نقصانات سے دوچار کیا وہ پیش نہ آتے مگر افسوس کہ آپ کی پیش کردہ اس قرار داد کو مسلم لیگی زعماء نے خاطر خواہ پذیرائی نہ بخشی۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ مسلم لیگ وہ نہیں رہی جو حضرت قائدِ اعظمؒ کی قیادت میں اسلامی نظام کے نفاذ کا پروگرام لے کر چلی تھی چنانچہ یہی دل برداشتگی آپ کی مسلم لیگ سے علٰحدگی کا باعث بنی۔ عظمت و شانِ رسولؐ کے تحفظ کیلئے آپ نے قادیانیوں کا تعاقب جاری رکھا۔ جمعیت علمائے پاکستان، جماعتِ اہلسنت پاکستان تنظیم المدارس پاکستان اور دوسری متحدہ تنظیموں کی وساطت سے آپ نے ختمِ نبوت کے مسئلے کی عظمت و اہمیت کو واضح کیا تا آنکہ حکومت نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

حضرت امام کاظمی کی حیثیت بلاشبہ امام العصر کی تھی اور امام العصر وہ ہوتا ہے جو زندگی کو درپیش مسائل کا احاطہ کرنے اور ان کے حل کا شعور رکھتا ہو۔ آپ کی علمی و فقہی لحاظ سے گردوں فراز شخصیت اس اعزاز کی مستحق تھی۔ آپ نے حالاتِ حاضرہ کے غبار سے ابھرنے والے مسائل کی اہمیت و سنگینی کو واضح کرتے ہوئے اسلامیانِ پاکستان کو ان کے فقہی و اجتہادی حل سے باخبر کیا۔ رجم کی شرعی حیثیت کا مسئلہ ہو یا عورت کی دیت کا مسئلہ۔ سود کا مسئلہ ہو یا اسلامی بینکاری کے نظام کو درپیش مشکلات کا جائزہ۔ آپ نے ہر جگہ۔ ہر مقام اور ہر مسئلے میں فقہی اجتہادی دلائل و براہین کی مدد سے اسلام کی عظمت و بالاتری کا احساس دلایا۔ حضرت امام کاظمی بہت بڑے شیخِ طریقت اور صاحبِ ولایت مسند نشین

تھے آپ کی نگاہ کی تاثیر سے دِلوں کی کائنات بدل جایا کرتی تھیں۔ آپ کی محبت میں چند لمحے گزار کر اسلام کے عہدِ زرّیں کے ابطالِ جلیل کی صحبتوں کا گمان گزرتا تھا۔ آپ کی شفقتوں سے بہرہ ور ہو کر زندگی کے گداز سے آشنائی ہوتی تھی آپ کی عنایتوں سے کرانِ سے استفادہ کرے دائمی سکون میسّر آتا تھا آپ نے خضرِ راہ کی صورت لاکھوں متلاشیانِ حق کو جادۂ مستقیم پر گامزن کر دیا۔ زندگی کی دھوپ میں جھلستے ہوئے خستہ ساماںوں کو قرار آشنا کر دیا۔ محبت و خلوص کے ساغروں بھر بھر کے لنڈھائے کہ زمانہ اب ان کی اثر آفرینی کو ترستا ہی رہے گا۔ حُبِ دُنیا کے طلسم انسانوں میں اللہ اور رسول ؐ کی محبت یوں اجاگر کی کہ پھر ان کی کائنات ہی بدل گئی۔ عشقِ رسول ؐ کی خوشبوئیں لٹائیں کہ مشامِ فطرت ہمیشہ مہکتے رہیں گے۔ ربِّ کریم نے آپ کو تبلیغِ دین اور ترویجِ عظمت و شانِ مصطفیٰ ؐ کا انعام یوں دیا کہ آپ کی وفات سے تدفین تک آپ کا چہرہ ایک کِھلے ہوئے گلاب کی لطافتوں کا مظہر بنا رہا۔ وہ چہرہ کہ جس کی ایک جھلک دیکھنے والوں کو عہدِ اسلاف میں لے جایا کرتی تھی وہ چہرہ کہ جسے دیکھنے کے لئے ارادتمندوں کے کارواں مدینۃ الاولیاء ملتان شریف کی رہگزروں کو سلام کیا کرتے تھے۔ وہ چہرہ کہ جو سُنتِ مصطفیٰ ؐ کا نمونہ اور انعاماتِ ربانی کا پرتو لئے ہوئے تھا۔ بعد از مرگ بھی احساس دلا رہا تھا کہ

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا
ترے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے

سنہ ۱۹۱۳ء سے سنہ ۱۹۸۶ء تک آپ نے جس طور وطنِ عزیز کی فضاؤں کو ایمانی و روحانی روشنی سے منور کیا ہے اس کی بدولت اہلِ دل کے قافلے ہمیشہ منزلوں کا سراغ پاتے رہیں گے اور عشاقِ رسول ؐ آپ کی تعلیمات کی روشنی میں زندگی کی عظمت کے سزاوار بنتے رہیں گے۔ لیکن آپ کی یاد میں طفلانِ معصوم کی صورت تڑپنے والے ہم جیسے نیازمند یہی سوچتے رہیں گے کہ ...

سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید
نسیمے از حجاز آید کہ ناید

سر آمد روزگارے ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ ناید